خلافت عَلٰی مِنہَاجِ النُّبُوَّۃِ

کا

مفہوم

مرتبہ:
مسعود احمد شاہد
استاد مدرستہ الظفر

عناوین:

قیام خلافت سے متعلق ارشاد خداوندی
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ سے متعلق حدیث مبارکہ
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ سے متعلق سفرنگ دساتیر کی پیشگوئی
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ سے متعلق حضرت شاہ اسمٰعیل کی روایت
ظہور امام مہدی از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ از حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
خلافت عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
منکرین خلافت کا انجام
قدرت ثانیہ کا دائمی ہونا
غلبۂ اسلام

آیت:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَO

(سورۃالنور:56)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث مبارکہ:

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْ فَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273 ۔مشکوۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی ! یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

خلافت عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ سے متعلق سفرنگ دساتیر کی پیشگوئی:

زرتشتی مذہب کے صحیفۂ دساتیر میں دینِ زرتشت کے مجدد ساسانِ اوّل کی درج کردہ ایک پیش گوئی درج کی جاتی ہے۔ اس پیش گوئی کے اصل الفاظ تو پہلوی زبان میں ہیں جسے زرتشتی اصحاب نے فارسی زبان میں ڈھالا ہے۔ چنانچہ فارسی میں اس پیش گوئی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

''چوں ہزار سال تازی آئین راگزر د چناں شود آں آئین از جدائی ہا کہ اگر بآئیں گر نمائند نداندش....در افتد در ہم و کنند خاک پرستی و روز بروز جدائی و دشمنی در آنہا افزوں شود.....پس شمایا بید خوبی ازیں و اگر ماند یکدم ازمہیں چرخ انگیزم از کسانِ تو کسے و آئین و آب تو بہ تو رسانم و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو برنگیرم۔''

(سفرنگ دساتیر صفحہ 190)

ترجمہ: '' پھر ایک عرصہ بعد ان کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گی اور خاک پرستی شروع کر دیں گے (جیسے شیعہ اصحاب کربلا کی مٹی کی ٹکیہ سامنے رکھ کر نماز پڑھتے ہیں اور اس پر سجدہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگ قبر پرستی کرتے ہیں) اور روز بروز ان میں دشمنی اور جدائی بڑھتی چلی جائے گی۔ پس تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر زمانہ میں ایک روز بھی باقی ہو گا تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی الاصل) میں سے کھڑا کروں گا جو

تیری عزت و آبرو کو قائم کرے گا اور پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اٹھاؤں گا۔“

(موعود اقوام عالم از مولانا عبدالرحمٰن مبشر صفحہ 21-20)

خلافت عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ سے متعلق حضرت شاہ اسمٰعیل کی روایت:

خلافت راشدہ کے اوقات:

حضرت شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور ائمۂ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانے کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارِد ہے کہ ”خلافتِ راشدہ کا زمانہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہو گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس ! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہو گی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آ ہی نہیں سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَکُوۡنُ النُّبُوَّۃُ فِیۡکُمۡ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡ فَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا عَاضًّا فَتَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا جَبۡرِیَّۃً فَیَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ یَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا اور بعدہٗ نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی جو اللہ کے منشا تک رہے گی پھر اسے بھی اللہ اٹھا لے گا، پھر بادشاہی ہو گی اور اسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا پھر اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر سلطنت جابرانہ ہو گی جو منشائے باری تعالیٰ تک رہے گی پھر اسے بھی اٹھا لے گا اور اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو گئے۔

(”منصب امامت از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید۔صفحہ۔117-118۔ناشر مکّی دارالکتب اردو بازار لاہور1994ء)

خلافت حضرت امام مہدی علیہ السلام:

”اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہو گی یعنی وہ خلافت ”منتظمہ محفوظہ“ ہو گی۔

(منصب امامت از حضرت شاہ اسماعیل شہید صفحہ 118-117 ناشر مکی دارالکتب اردو بازار لاہور 1994ء)

حضرت شاہ اسماعیل شہید خلافت عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ کے بارے میں فرماتے ہیں:

نبوت، خلافت اور امامت کے متعلق علمائے متقدمین و متأخرین نے بہت کچھ لکھا ہے ذیل میں صرف ایک مسلمہ بزرگ عالم باعمل، شہید ملّت حضرت سید شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کتاب منصب امامت میں سے اس بارہ میں چند ضروری اقتباسات درج کئے گئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب فارسی زبان میں ہے (جس کا اردو ترجمہ حکیم محمد حسین علوی صاحب نے 1949ء میں لاہور سے شائع کیا تھا اور اسی ترجمہ سے یہ اقتباسات اردو میں یہاں نقل کئے جاتے ہیں) حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' خلیفہ راشد وہ شخص ہے جو صاحب منصب امامت ہو اور سیاست ایمانی کے معاملات اس سے ظاہر ہوں جو اس منصب تک پہنچا وہی خلیفہ راشد ہے خواہ زمانہ سابق میں ظاہر ہوا۔ خواہ موجودہ زمانہ میں ہو، خواہ اوائل اُمت میں ہو، خواہ اس کے آخر میں، خواہ فاطمی نسل سے ہو یا ہاشمی سے، خواہ نسل قصی سے ہو، خواہ نسل قریش سے۔

اس لفظ خلیفہ کو بمنزلہ لفظ خلیل اللہ، کلیم اللہ، رُوح اللہ، حبیب اللہ یا صدیق اکبر، فاروقِ اعظم، ذوالنورین، مرتضیٰ، مجتبیٰ اور سید الشہدا یا ان کی مانند شمار نہ کرنا چاہیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک لقب بزرگان دین میں سے ایک خاص بزرگ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے اس لقب کے اطلاق سے اسی بزرگ کی ذات تصور کی جاتی ہے اور اسی طرح یہ بھی نہ سمجھ لینا چاہیے کہ لفظ '' خلفائے راشدین'' خلفائے اربعہ کی ذات سے خصوصیت رکھتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے انہی بزرگوں کی ذات تصور ہوتی ہے ۔ حَـــاشَـــا وَ كَلَّا ! بلکہ اس لقب کو بمنزلہ ولی اللہ ، مجتہد، عالم، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، متکلم، حافظ، بادشاہ، امیر یا وزیر کے تصور کرنا چاہیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک خاص منصب پر دلالت نہیں رکھتا جو کوئی بھی اس صفت سے متصف اور اس منصب پر قائم ہو وہی اس لقب سے ملقب ہو سکتا ہے !

پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے اور ائمہٗ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہٗ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہو گی اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس ! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہو گی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی!

بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔''

نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا اور بعدہٗ نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی جو اللہ کے منشا تک رہے گی پھر اسے بھی اللہ اٹھا لے گا، پھر بادشاہی ہو گی اور اسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا پھر اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر سلطنت جابرانہ ہو گی جو منشائے باری تعالیٰ تک رہے گی پھر اسے بھی اٹھا لے گا اور اس کے بعد پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو گئے۔

اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت ، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہو گی

یعنی وہ خلافت ''منتظمہ محفوظ'' ہو گی کیونکہ اس کی تعریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ يَمْلَأُالْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جَوْرًا۔
اگر دنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کر دے اسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اُٹھاوے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہل بیت سے میرے ہمنام اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہمنام ہو گا۔ بھر جائے زمین خوبی اور انصاف سے، جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَبَايِعُوْنَهٗ۔''

شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کے پاس آ کر بیعت کریں گے۔
......نیز وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَشْبَهُ فِيْ الْخُلُقِ

مہدی علیہ السلام خلق میں میرے مشابہ ہوں گے۔
نزول نعمت الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہیے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہیے ۔ شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرما وے اور خلافت راشدہ اسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے۔
خلیفہ راشد سایۂ رب العالمین، ہمسایۂ انبیا و مرسلین، سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرۂ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعثِ فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد اِنْسِی (یعنی تمام انسانوں۔ ناقل) کا سَر ہے، اُس کا دل تجلی رحمان کا عرش اور اس کا سینہ رحمت و افراہ اور اقبال و جلالِ یزدان کا پَرتو ہے۔ اس کی مقبولیت جمالِ رَبانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض، معارضہ، تعزیر اور اس سے مخالفت، مخالفتِ رَب قدیر ہے جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو، خیال ہے پُر اَز خلل اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سراسر وہم باطل و محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔
خلیفہ راشد رسول کے فرزند و ولی عہد کی بجائے اور دوسرے ائمۂ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے (ہیں۔ ناقل) پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعادت مندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاس داری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجا لائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں بلکہ وزارت کے منصب پر مصلحت کا خیال رکھیں ایسے ہی ائمہ ہدیٰ کی امامت کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح پیغمبر کی اطاعت اور اطاعت......بجا لانا ہے اسی طریق سے اپنے اختیار کی باگ خلیفہ راشد کے ہاتھ میں دے دیں اور ہر طریقہ سے اس کی تابع داری میں گردن تسلیم خم رکھیں گو ان میں سے ہر ایک منازل وجاہت میں مانند علم و مقامات ولایت میں راسخ القدم اور نزول کلام الہام میں اس کے ساتھ مشابہت اور توجیہ خطاب شریک منصب بعثت اور رسالت میں ایک دوسرے

پر فخر رکھتا اور ابواب ہدایت کے فتح (کھولنے۔ ناقل) میں اس سے مساوات رکھتا ہو۔
مِنْ جُمْلَہ مذکورہ اُمور کے ایک اہتمام امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مامور ہوئے تھے اور اس کی ادائیگی امام سے بھی ظاہر ہوئی چنانچہ قرآن میں ہے: قُلْ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں‘ اور ظاہر ہے کہ تبلیغ رسالت تمام انسانوں کی نسبت آنجناب سے ثابت نہیں بلکہ اَمر دعوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر یَـوْمًــا فَیَـوْمًــا خلفائے راشدین اور ائمہٗ مہدیین کے واسطہ سے ترقی کو پہنچا یہاں تک کہ امام مہدی علیہ السلام کے واسطہ سے تکمیل پائے گا اسی نیابت کو مذکورہ امور میں وصایا کہا گیا ہے۔ یعنی جس طرح وصّی ادائے حقوق اور طلب میں منیب (یعنی نائب بنانے والے۔ ناقل) کا قائم مقام ہوتا ہے اسی طرح امام بھی ان معاملات میں جو خدا اور اس کے رسول کے درمیان منعقد ہوئے پیغمبر کا قائم مقام ہے۔‘‘

وَاٰخِرُدَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(روزنامہ الفضل ربوہ خلافت نمبر25 مئی 1976صفحہ 6تا7)

ظہور امام مہدی از حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظہور امام مہدی کے بارے میں فرماتے ہیں:
’’مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے جن کو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب مجدد قرار دے چکے ہیں اپنی کتاب آثار القیامۃ کے صفحہ 395 میں بتصریح لکھا ہے کہ ظہور مہدی اور نزول عیسٰی اور خروج دجال ایک ہی صدی میں ہو گا ۔ پھر لکھا ہے کہ امام جعفر صادق کی یہ پیشگوئی تھی کہ دو سو 200 ہجری میں مہدی ظہور فرمائے گا لیکن وہ برس تو گزر گئے اور مہدی ظاہر نہ ہوا۔ اگر اس پیشگوئی کی کسی کشف یا الہام پر بنا تھی تو تاویل کی جاوے گی یا اس کشف کو غلط ماننا پڑے گا۔ پھر بیان کیا کہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ اَلْاٰیَــــاتُ بَـعْـدَ الْمِأَتَیْنِ یعنی بارہ سو برس کے گزرنے کے بعد یہ علامات شروع ہو جائیں گی اور مہدی مسیح اور دجال کے نکلنے کا وقت آ جائے گا پھر نعیم بن حماد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ابوقبیل کا قول ہے کہ بارہ سو چار 1204ہجری میں مہدی کا ظہور ہو گا لیکن یہ قول بھی صحیح نہ نکلا پھر بعد اس کے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا ایک کشف لکھتے ہیں کہ ان کو تاریخ ظہور مہدی کشفی طور پر چراغ دین کے لفظ میں بحساب جمل منجانب اللہ معلوم ہوئے تھے یعنی 1268ہجری۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ سال بھی گزر گئے اور مہدی کا دنیا میں کوئی نشان نہ پایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ کا یہ کشف یا الہام صحیح نہیں تھا میں کہتا ہوں کہ صرف مقررہ سالوں کا گزر جانا اس کشف کی غلطی پر دلالت نہیں کرتا ہاں غلط فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ پیشگوئیوں کے اوقات معینہ قطعی الدلالت نہیں ہوتے بسا اوقات ان میں ایسے استعارت بھی ہوتے ہیں کہ دن بیان کئے جاتے ہیں اور ان سے برس مراد لئے جاتے ہیں۔ پھر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے رسالہ سیف صفحہ 566 مسلول کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ رسالہ مذکور میں لکھا ہے کہ علمائے ظاہری اور باطنی کا اپنے ظن اور تخمین سے اس بات پر اتفاق ہے کہ تیرھویں صدی کے اوائل میں ظہور مہدی ہو گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ بعض مشائخ اپنے کشف سے یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ مہدی کا ظہور بارہ سو برس سے پیچھے ہوگا اور تیرہویں صدی سے تجاوز نہیں کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ سال تو گزر گئے اور تیرھویں صدی سے صرف دس برس رہ گئے اور اب تک نہ مہدی نہ عیسٰی دنیا میں آئے۔ یہ کیا

ہوا؟ پھر اپنی رائے لکھتے ہیں کہ میں بلحاظ قرائن قویہ گمان کرتا ہوں کہ چودھویں صدی کے سر پر ان کا ظہور ہو گا پھر لکھتے ہیں کہ قرآئن ہیں کہ تیرھویں صدی میں دجالی فتنے بہت ظہور میں آ گئے ہیں اور اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح نمودار ہو رہے ہیں اور اس تیرھویں صدی کا فتن و آفات کا مجموعہ ہونا ایک ایسا امر ہے کہ چھوٹے بڑے کی زبان پر جاری ہے یہاں تک کہ جب ہم بچے تھے تو بڈھی عورت سے سنتے تھے کہ حیوانات نے بھی اس تیرھویں صدی سے پناہ چاہی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہر چند یہ مضمون کسی صحیح حدیث سے ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہوتا لیکن جب انقلاب عالم کا ملاحظہ کریں اور بنی آدم کے احوال میں جو فرق صریح آ گیا ہے اس کو دیکھیں تو یہ ایک سچا گواہ اس بات پر ملتا ہے کہ پہلے اس سے دنیا کا رنگ اس عنوان پر نہیں تھا۔ سو اگرچہ مکاشفات مشائخ کے پورے بھروسہ کے لائق نہیں کیونکہ کشف میں خطا کا احتمال بہت ہے لیکن کہہ سکتے ہیں کہ اب وہ وقت قریب ہے جو مہدی اور عیسیٰ کا ظہور ہو کیونکہ امارت صغریٰ بِجَمِیْعِھَا وقوع میں آ گئی ہیں اور عالم میں ایک تغیر عظیم پایا جاتا ہے اور اہل عالم کی حالت نہایت درجہ پر بدل گئی ہے اور کامل درجہ کا ضعف اسلام پر وارد ہو گیا ہے اور وہ حقیقت نورانیہ جس کا نام علم ہے وہ دنیا سے اٹھ گئی ہے اور جہل بڑھ گیا ہے اور شائع ہو گیا ہے اور فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور بغض اور حسد اور عداوت پھیل گئی ہے اور مال کی محبت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور تحصیل اسباب معاش سے ہمتیں ہار گئیں اور دارِ آخرت سے بکلی فراموشی ہو گئی اور کامل طور پر دنیا کو اختیار کیا گیا۔ سو یہ علاماتِ بینہ اور امارات جلیہ اس بات پر ہیں کہ اب وہ وقت بہت نزدیک ہے میں کہتا ہوں کہ اور مولوی صدیق حسن صاحب کا یہ کہنا کہ کسی صحیح حدیث سے مسیح کے ظہور کا کوئی زمانہ خاص ثابت نہیں ہوتا صرف اولیا کے مکاشفات سے معلوم ہوتا ہے کہ غایت کار تیرھویں صدی کے اخیر تک اس کی حد ہے یہ مولوی صاحب کی سراسر غلطی ہے اور آپ ہی وہ مان چکے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ آدم کی پیدائش کے بعد عمر دنیا کی سات ہزار برس ہے اور اب عمر دنیا میں سے بہت ہی تھوڑی باقی ہے۔ پھر صفحہ 385 میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ نے انس سے یہ حدیث بھی لکھی ہے جس کو حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے کہ لَا مَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہدی کا آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے اِمامین حدیث نے ان کو نہیں لیا اور ابن ماجہ اور مستدرک کی حدیث ابھی معلوم ہو چکی ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے لیکن ممکن ہے کہ ہم اس طرح پر تطبیق کر دیں کہ جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی مہدی اور وہی امام ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی مہدی بھی آوے اور یہی مذہب حضرت اسماعیل بخاری کا بھی ہے کیونکہ اگر ان کا بجز اس کے کوئی اور اعتقاد ہوتا تو ضرور وہ اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے لیکن وہ صرف اسی قدر کہہ کر چپ ہو گئے کہ ابن مریم تم میں اترے گا جو تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ امام وقت ایک ہی ہوا کرتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ404 تا406)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو۔ یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کیلئے ایک لازم غیرمنفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی

حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر اس وقت ظہور ہو گا لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں اور دراصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو۔ کیا وہ خود مہدی نہیں ہے؟ کیا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا؟ کیا اس کے پاس اس قدر جواہرات و خزائن و اموال معارف و دقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اس قدر ان کا دامن بھر جائے جو قبول کرنے کی جگہ نہ رہے۔ پس اگر یہ سچ ہے تو اس وقت دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف اِمامین موصوفین کا ہی مذہب نہیں بلکہ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے لَا مَھْدِیٌّ اِلَّا عِیْسٰی یعنی بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہو گا اور یوں تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے عوام کے خیال میں ہے اس کا ثبوت پایا نہیں جاتا چنانچہ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں اکثر محقق یہی رائے ظاہر کرتے آئے ہیں۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ 378 تا379)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ اَوَّلِھَا وَآخِرِھَا۔ اَوَّلُھَا فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اٰخِرُھَا فِیْھِمْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَ بَیْنَ ذٰلِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْھُمْ یعنی امتیں دو ہی بہتر ہیں ایک اول اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکرِ کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کے رُو سے مردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہو گا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہو گا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا اور ایک دوسری حدیث میں اسی شخص کو مہدی کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کا ظہور آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے اور دجال کا ظہور بھی آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دجال کے مقابل پر آنے والا ہے وہ یہی شخص ہے اور سنت اللہ بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ جس ملک میں دجال جیسا خبیث پیدا ہوا اسی ملک میں طیب بھی پیدا ہو کیونکہ طبیب جب آتا ہے تو بیمار کی طرف ہی رُخ کرتا ہے اور یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ بموجب احادیث صحیحہ کے دجال تو ہندوستان میں پیدا ہو اور مسیح دمشق کے میناروں پر جا اُترے۔ اس میں شک نہیں کہ مدینہ منورہ سے ہندوستان سمت مشرق میں واقع ہے بلا شبہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مشرق کی طرف سے ہی دجال کا ظہور ہو گا اور مشرق کی طرف سے ہی رایات سود مہدی اللہ کے ظاہر ہوں گے گویا روز ازل سے یہی مقرر ہے کہ محل فتن بھی مشرق ہی ہے اور محل اصلاح فتن بھی

مشرق ہی ہے۔
اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جلشانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس آیت میں وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سن 1275 ہجری جو آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولدِ روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر5 صفحہ 216 تا 220)

خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:
پس انبیاء کی طرف نسبت دے کر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء مِنۡ حَیۡثِ الظِّلّ باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلّی طور پر ہریک ضرورت کے وقت میں کسی بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اسی ظلّی وجود قائم رکھنے کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ یعنی اے خدا ہمارے ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے ان بندوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کیلئے اس دعا میں حکم ہے اور وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائید سماوی اور قبولیت اور معرفت تامہ کاملہ اور وحی اور کشف کا انعام ہے اور خدا تعالیٰ نے اس اُمت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اوّل اس انعام کے عطا کرنے کا ارادہ بھی کر لیا۔ پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلّی طور پر تمام انبیا کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیا کا وجود ظلّی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو اور نہ صرف دعا کیلئے حکم کیا بلکہ ایک آیت میں وعدہ بھی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئیں تھیں۔ پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں:
وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ص (النور: 56) وَ لَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا تُصِیۡبُهُمۡ بِمَا صَنَعُوۡا قَارِعَةٌ اَوۡ تَحُلُّ قَرِیۡبًا مِّنۡ دَارِهِمۡ حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعۡدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (الرعد: 32) وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔ (بنی اسرائیل: 16)
یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنانِ اُمت محمدیہؐ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا اور ہمیشہ کفار پر کسی قسم کی کوفتیں جسمانی ہوں یا رُوحانی پڑتی رہیں گی یا ان کے گھر

سے نزدیک آ جائیں گی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ آ پہنچے گا اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں میں تخلف نہیں کرتا۔ اور ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ایک رسول بھیج نہ لیں۔

ان آیات کو اگر کوئی شخص تأمل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اِس اُمت کے لیے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کیلئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اِس اُمت پر ہمیشہ کیلئے اَبوابِ سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توراث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے ۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالات نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس تیس برس کے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو ہی بڑھا دیتا اس حساب سے تیس برس کے ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل 93 برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقرر عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانون قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔

پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیائے سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کیلئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں۔ اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ **وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ** (الانبیاء: 106) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ: **يَرِثُهَا** کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد

ہو۔‘‘

(شہادت القرآن ۔ روحانی خزائن جلد نمبر6 صفحہ 351 تا 354)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مضمون کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں کے آخری زمانہ کے لئے قرآن شریف نے وہ لفظ استعمال کیا ہے جو یہود کے لئے استعمال کیا تھا یعنی فرمایا: فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ تم کو خلافت اور سلطنت دی جائے گی مگر آخری زمانہ میں تمہاری بد اعمالی کی وجہ سے وہ سلطنت تم سے چھین لی جائے گی جیسا کہ یہودیوں سے چھین لی گئی تھی اور پھر سورۃ نور میں صریح اشارہ فرماتا ہے کہ ہر ایک رنگ میں جیسے بنی اسرائیل میں خلیفے گزرے ہیں وہ تمام رنگ اِس اُمت کے خلیفوں میں بھی ہوں گے چنانچہ اسرائیلی خلیفوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے خلیفے تھے جنہوں نے نہ تلوار اٹھائی اور نہ جہاد کیا۔ سو اِس اُمت کو بھی اسی رنگ کا مسیح موعود دیا گیا دیکھو آیت:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (سورۃالنور: 56) اس آیت میں فقرہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قابل غور ہے کیونکہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محمدی خلافت کا سلسلہ موسوی خلافت کے سلسلہ سے مشابہ ہے اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چودھویں صدی کے سر پر آیا اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا اس لئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدی کا بھی اس شان کا ہو۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ۔رحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ 213 تا 214)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے براہین احمدیہ میں فرمایا:

’’خدا نے تم سے بعض نیکو کار ایمانداروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفے کرے گا۔ اُنہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے اور ان کے دین کو کہ جو ان کے لئے اس نے پسند کر لیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قائم کر دے گا اور بعد اس کے کہ ایماندار خوف کی حالت میں ہوں گے یعنی بعد اس وقت کے کہ جب بباعث وفات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خوف دامن گیر ہو گا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدائے تعالیٰ خلافت حقہ کو قائم کر کے مسلمانوں کو اندیشۂ ابتریٔ دین سے بےغم اور امن کی حالت میں کر دے گا وہ خالصتاً میری پرستش کریں گے اور مجھ سے کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیات قرآنیہ میں عادت الٰہیہ جاری ہے اس کے نیچے ایک باطنی معنے بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافت روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک خوف کی حالت میں کہ جب محبت الٰہیہ دلوں سے اٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ رُو بہ دنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھ پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو تا ہمیشہ دین اور اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آ جائیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد نمبر1 صفحہ نمبر259 تا260)

ایک اور جگہ اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :
''خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا یعنی جس طرح موسیٰ کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا اور اس کو معدوم ہونے نہیں دے گا۔''

(تبلیغ رسالت ۔ مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 60)

خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ ازحضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ کے بارے میں فرمایا:
'' یَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ: خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ: یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے کہ ان میں تمکین دے گا ان پر خوف بھی آئے گا مگر وہ خوف امن سے بدلا جاوے گا برخلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے وہ فاسق ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو کنجروں سے، رَنڈیوں سے پوچھو تو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں جو کافرِ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہے۔''

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جولائی1910ء)

''اللہ نے تم میں سے مومنوں اور نیکو کاروں سے وعدہ کیا کہ انہیں سر زمین مکہ میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا ان سے پہلوں نے بنایا اور وہ دین جو ان کیلئے پسند کیا ہے اسے ان کی خاطر مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا کہ وہ میرے عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ یہ پیشین گوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں ایسی پوری ہوئی کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں۔''

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ 97)

'' جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پا کر آخر معزز اور ممتاز اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی اسی طرح ٹھیک اسی طرح لَارَيۡبَ اسی طرح اس رسول کے اتباع بھی موسیٰ علیہ السلام کے اتباع کی طرح بلکہ بڑھ کر ابراہیم کے موعود ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کریں گے۔ فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ O (سورۃالنور:56) وعدہ دے چکا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تم میں سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہوں نے اچھے ضرور خلیفہ کر دے گا ان کو اس خاص زمین میں (جس کا وعدہ ابراہیم علیہ السلام سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا ان کو جو ان اسلامیوں سے پہلے تھے اور طاقت بخشے گا انہیں اس دین کو پھیلانے کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند فرمایا۔ اور ضرور ہی بدلہ دے گا انہیں خوف کے بعد امن سے۔''

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ 15-16)

اللہ کی نعمت کی قدر کرو، اُس نے خاتم الانبیاء بھیجا، کتاب بھی کامل بھیجی، کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور

ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ آ کر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اس زمانہ ہی کو دیکھو کہ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفا پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث رُوح کی ذُرّیت بھی اب تک موجود ہے، صحابہ کرامؓ پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ نمبر25-224)

اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَO(سورۃالنور:56)

یہاں بھی ان خلفا کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے کیونکہ وہ تو حکم الٰہی ہے جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا وہ نافرمان ہوگا میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اُٹھ جاؤ اور میں نہ اُٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مر جاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ نمبر228)

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثناء کے 18باب میں کی گئی تھی۔ مثیل موسیٰ ہیں اور قرآن نے خود اس دعویٰ کو لیا ۔ **اِنَّـآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاھِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا** (المزمل :16)۔ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ٹھہرے اور خلفائے موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالیٰ نے قائم کرنے کا وعدہ کیا جیسا کہ سورۃ نور میں فرمایا:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ

پھر کیا چودھویں صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودھویں صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تھا یا نہیں؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیتِ وعدہ کے لفظ کَمَا پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ موسوی خلفا کے مقابل پر چودھویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفا ہو گا اور مسیح موعود ہو گا۔ اب غور کرو کہ عقل اور نقل میں تناقض کہا ں ہوا؟ عقل نے ضرورت بتائی ۔نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک مامور کی ضرورت ہے اور وہ خاتم الخلفاء ہو گا اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہیے پھر ایک مدعی موجود ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس کے دعویٰ کو راست بازوں کے معیار پر پرکھ لو۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ نمبر230 تا 231)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اسی موضوع پر مزید فرمایا:

''دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مُؤَیَّدٌ مِنَ اللّٰہِ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور

احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں دعاؤں کے مانگنے والا، خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان، شرارتوں اور عداوتوں کے بد نتائج سے آگاہ، بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفا پیدا کرے گا جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے یہ امر مشکل ہے کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے؟ اس کی شناخت کیلئے ایک نشان مِنْ جُمْلَه اَور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے: لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے اس کیلئے ایک تو یہ نشان کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اُٹھیں اور اسے چھوڑ دیں، اس کو پورا کرنے کیلئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے اس بات کے قائم کرنے کیلئے جس کیلئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن میں بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اس کی راست بازی اور شناخت کا یہ ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 229-228)

خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آیت استخلاف کی روشنی میں خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے بارے میں فرمایا:

''ان آیات سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں ان سے اللہ تعالیٰ یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی ان پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کر دے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کر دیگا اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا جس کے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 367-366)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں:

اوّل: جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔

دوم: یہ وعدہ امت سے ہے جب تک وہ ایمان اورعمل صالح پر کاربند رہے۔

سوم: اس وعدہ کی غرض یہ ہے کہ:

(الف) مسلمان بھی وہی انعام پائیں جو پہلی امتوں نے پائے تھے کیونکہ فرماتا ہے: لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

(ب)اس وعدہ کی دوسری غرض تمکین دین ہے۔

(ج) اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دینا ہے۔

(د) اس کی چوتھی غرض شرک کو دورکرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

اس آیت کے آخر میں وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا اور وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراہیم : 8) کے وعید کی طرف توجہ دلائی کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت راشدہ پر ہے اور اس میں بتایاگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مؤید من اللہ ہو گا جیسا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ اور وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات میں سے وافر حصہ دلانے والا ہو گا پھر اس آیت میں خلفا کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہیں:

اوّل: خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے ۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اَور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفا کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے خلیفہ وہی ہو گا جسے خدا بنانا چاہے گا بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہو گا جبکہ دنیا اس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کہ یہ خلفا ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہوں گے جیسے پہلے خلفا اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں ۔ اول خلافت نبوت جیسے آدم علیہ السلام کی خلافت تھی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (بقرہ:31) میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کھڑا کیا اور جنہوں نے ان کا انکار کیا

انہیں سزا دی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آدم علیہ السلام ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ ایک پہلی نسل کے تباہ ہونے پر انہوں نے اور ان کی نسل نے پہلی قوم کی جگہ لے لی اور ان معنوں میں خلیفہ بھی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ایک بڑی نسل جاری کی لیکن سب سے بڑی اہمیت جو انہیں حاصل تھی وہ نبوت اور ماموریت ہی کی تھی۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۔بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔ (ص:27) یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے (حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے)۔ پس تو لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کر اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے سیدھے راستے سے منحرف کر دیں۔ یقیناً وہ لوگ جو گمراہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہو گا۔ اس لئے ایسے لوگوں کو مشورہ قبول نہ کیا کر بلکہ وہی کر جس کی طرف خدا تعالیٰ تیری راہنمائی کرے ۔ ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو دوسری جگہ فَاِذَاعَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (ال عمران ع17) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ۔بعض لوگوں نے غلطی سے لَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے یہ معنے کئے ہیں کہ اے داؤد ! لوگوں کی ہوا و ہوس کے پیچھے نہ چلنا۔ حالانکہ اس آیت کے یہ معنے ہی نہیں بلکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ لوگوں کی اکثریت تجھے ایک بات کا مشورہ دے گی اور کہے گی کہ یوں کرنا چاہئے مگر فرمایا تمہارا کام یہ ہے کہ تم محض اکثریت کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جو بات تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے وہ مفید ہے یا نہیں اگر مفید ہو تو مان لو اور اگر مفید نہ ہو تو اسے رد کردو چاہے اسے پیش کرنے والی اکثریت ہی کیوں نہ ہو بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ گنا ہ والی بات ہو۔

پس پہلی خلافتیں اول خلافت نبوت تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے مگر ان کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیامیں ظاہر کرتے تھے ا ور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے ۔

دوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: وَاذْکُرُوْا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَۃً فَاذْکُرُوْآ اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اعراف۔ع9) یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا اور اس نے تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اولاد دی پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے وَاذْکُرُوْآ اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ (اعراف ع10) یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اُولیٰ کی تباہی کے بعد ان کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آ گئی۔ اس آیت میں خلفا کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھ کر تمام کام کرو ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ چنانچہ یہود کی نسبت اللہ تعالیٰ اسی انعام کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مُلُوْکًا وَاٰتٰکُمْ مَّالَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (مائدہ ع4)

یعنی تم اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم ! تم اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر غور کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا تھا جب اس نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا کی معلوم قوموں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہود کو ہم نے دو طرح خلیفہ بنایا اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ کے ماتحت انہیں خلافت نبوت دی اور جَعَلَکُمْ مُلُوْکًا کے ماتحت انہیں خلافت ملوکیت دی چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے وقت تک تو اَور کوئی بادشاہ ان میں نہیں ہوا اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت موسوی اور بادشاہت موسوی عطا کی جو دریائے نیل کو پار کرنے کے بعد سے اُن کو حاصل ہوگئی تھی جیسا کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور ایک لحاظ سے بادشاہ بھی تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع تھی خود سر بادشاہوں والی بادشاہت نہ تھی۔ مگر ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کیلئے طُور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو کہا کہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (اعراف ع 17) یعنی میرے بعد میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ان کی اصلاح کو مد نظر رکھنا اور مفسد لوگوں کی بات نہ ماننا۔ حضرت ہارون علیہ السلام چونکہ خود نبی تھے اور اس وقت سے پہلے نبی ہو چکے تھے اس لئے یہ خلافت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دی تھی وہ خلافت نبوت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے معنے صرف یہ تھے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی غیر حاضری میں ان کی قوم کا انتظام کریں اور قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ پس وہ ایک تابع نبی بھی تھے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی تھے اور یہ خلافت خلافت نبوت نہ تھی بلکہ خلافت انتظامی تھی مگر اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے یعنی ایک سابق نبی کی اُمت کی درستی اور اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت کو ہی جاری کرتا ہے کوئی نئی شریعت نہیں لاتا گویا جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اس قسم کے خلفا بنی اسرائیل میں بہت گزرے ہیں بلکہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آئے ہیں سب اسی قسم کے خلفا تھے یعنی وہ نبی تو تھے مگر کسی جدید شریعت کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو ہی دنیا میں جاری کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰاۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّ نُوْرٌ ج یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْالِلَّذِیْنَ ھَادُوْا وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَکَانُوْ عَلَیْہِ شُھَدَآءَ (مائدہ ع 7) یعنی ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھرپور اُتارا تھا اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور ربانی علما بہ سبب اِس کے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر نگران تھے یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی انبیاء ایسے آئے تھے جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا قیام تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ لیکن ان انبیاء کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جن کو ربانی اور احبار کہنا چاہیے اس کام پر مقرر تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور مجددین کا ایک لمبا سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلفا کے طور پر

ظاہر ہوتا رہا جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کام کی تکمیل تھا۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تھے جن کو کئی مسلمان غلطی سے صاحب شریعت نبی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے مسیحی بھی ان کی نسبت یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ ایک نیا قانون لے کر آئے تھے اور اسی وجہ سے وہ ان کی کتاب کو نیا عہد نامہ کہتے ہیں حالانکہ قرآن کریم مسیح ناصری علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کا قائم کرنے والا ایک خلیفہ قرار دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے چند آیات بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ (مائدہ رکوع 7) یعنی ہم نے مذکورہ بالا نبیوں کے بعد جو تورات کی تعلیم کو جاری کرنے کے لئے آئے تھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور تورات کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے تھے خود مسیح ناصری بھی فرماتے ہیں:

''یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہر گز نہیں ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔'' (متی باب 5 آیت 17 و 18)

غرض یوشع سے لے کر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد ان کے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تک سب انبیاء اور مجددین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور ان کی شریعت کو جاری کرنے والے تھے۔

پس جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی اور انبیائے سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سلوک کیا وہی سلوک وہ امت محمدیہ کے خلفا کے ساتھ بھی کرے گا اگر کوئی کہے کہ پہلے تو خلافت ملوکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافت ملوکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف خلافت نبوت کے ساتھ اس کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک مسلمانوں کے ساتھ بادشاہتوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفا کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ ان کے دین کو خداتعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے بلکہ یہ اصول روحانی خلفا کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ خلافت نبوت ہے نہ کہ خلافت ملوکیت ۔ اسی طرح فرماتا ہے: وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہ خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے۔ یہ علامت بھی دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہوسکتی کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے علیحدہ ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے خوف کو امن سے بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسااوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں۔

پھرفرماتا ہے يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے گویا وہ خالص موحد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کر لیتے ہیں حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواح بھی صادر ہو جائے پس وہ اس آیت کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان خلفا سے مراد دنیوی بادشاہ ہر گز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ یعنی جو لوگ ان خلفا کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے اب بتاؤ کہ کیا جوشخص کفرِ بواح کا بھی مرتکب ہوسکتا ہو آیا اس کی اطاعت سے خروج فسق ہوسکتا ہے ؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اطاعت سے انکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفا کی اطاعت سے انکار کرے۔

غرض یہ چاروں دلائل جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافت ملوکیت نہیں۔ پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ کہ ہم ان خلفا پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفا پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے کہ جیسے پہلے انبیاء کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی رہی ہے اسی طرح ان کی مدد ہو گی۔ پس اس آیت میں خلافت نبوت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافت ملوکیت سے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 370 تا 374)

منکرین خلافت کا انجام:

غیر مبایعین کی عبرت ناک ناکامی:

جہاں تک غیر مبائین کا تعلق ہے فتنہ منافقین کی پشت پناہی کے بعد نہ صرف یہ کہ ان کی سب سازشیں دھری کی دھری رہ گئیں بلکہ ہر محاذ پر بری طرح ناکام رہے حتی کہ انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی حیثیت لاشئہ بے جان سے زیادہ نہیں چنانچہ اخبار ’’پیغام صلح ‘‘ 9 مئی 1973ء نے اپنے اداریہ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعتراف کیا :

’’ ہماری اس جماعت احمدیہ لاہور کا وجود پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے۔‘‘

اس اخبار نے دوبارہ 25 مئی 1977ء کے ادارتی نوٹ میں انجمن اشاعت اسلام لاہور کی حالت زار کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں کھینچا:

ہمیں اپنے ہر شعبۂ زندگی میں یہی نظر آتا ہے کہ ہم نے دین کو دنیا پر نہیں دنیا کو دین پر مقدم رکھا ہے..........ماموریِ وقت نے اپنے نور بصیرت سے انجمن اراکین کی نسبت اسی لئے فرمایا تھا کہ جب انجمن کے اراکین یہ دیکھیں کہ اس کے کسی رکن کے دل میں دنیا کی ملونی ہے تو انجمن کا فرض ہو گا کہ اسے نکال دے کیونکہ ایسا شخص دنیا کا ذلیل ترین کیڑا ہوتا ہے جو اندرہی اندر جماعت کو کھوکھلا کر دیتا ہے..........ہمارے سارے مسائل اور اُلجھنوں کی وجہ یہی ہے کہ ہم اپنے اس راستہ سے بھٹک گئے ہیں جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں ڈال گئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پس پشت ڈال کر اپنے لئے نئے راستے تلاش کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ بیرونی سیاست گری نے ہمارے معاملات میں مداخلت شروع کر دی ہے ہم سب کچھ اپنی آنکھ کے سامنے ہوتا دیکھ کر بھی اسے روکنے کی جرات سے محروم ہیں جو مصلحتیں پہلے بگاڑ پیدا کر چکی ہیں وہ اب بھی ہمارے مد نظر ہیں ہم شرافت کے پردے میں بزدلی کا شکار ہیں۔ قول سدید سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے اس عہد کی طرف ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا ‘‘ واپس لوٹنا ہوگا اور آپ علیہ السلام کی وصیت کو سینے سے لگا کر دنیا کی ملونی کو باہر نکال پھینکنا ہوگا۔‘‘

(پیغام صلح لاہور 18/25 مئی 1977ء صفحہ 4 و تاریخ احمدیت جلد نمبر 19 صفحہ 204)

1983ء میں ایک غیر مبائع خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب ممبر مجلس معتمدین سیکرٹری جماعت راولپنڈی نے ایک ٹریکٹ میں اپنے موجودہ امیر کی خفیہ پالیسی پر زبردست تنقید کرتے ہوئے :

''ہم حیران و ششدر ہیں کہ خداوند یہ جماعت کب سے فرقہ باطنیہ بن گئی ہے جس کی عقیدہ سے لے کر سیادت و سیاست تک ہر چیز پرأسرار ہوتی تھی۔''

نیز لکھا:

''ہم علمی سطح پر دوسری جماعتوں سے مار کھا چکے ہیں ہمارے ہاں علمائے دین کا فقدان ہے اہل قلم ناپید ہیں۔ فصاحت و بلاغت اورحسن خطاب کی رمق تک باقی نہیں رہی۔ زمانہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور نئے سے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان پر کوئی بولنے والا اور لکھنے والا ہمارے ہاں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ وہی آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کی باتیں بے ڈھنگے پن سے بار بار بیان کی جاتی ہیں اورسمجھا جاتا ہے کہ ہم نے قلعے سر کر لئے ہیں۔ پھر انفرادی اور اجتماعی صورت میں جماعت کی عملی حالت ہمارے تنزل اور انحطاط کی دُہائی دے رہی ہے۔''

(مجلس معتمدین سے جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا خطاب پر ایک نظر'' صفحہ 11و 13 و تاریخ احمدیت جلد نمبر19صفحہ205)

اخبارعصر جدید غیر مبائعین کے بارے میں لکھتا ہے:

'' وہ لوگ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے ہم خیال ہو کر دوسرے مسلمانوں سے بظاہرمل کر کام کرنا چاہتے ہیں اور جس میں بہت سے احمدی لاہور وغیرہ کے شامل ہیں ان کو صاحبزادہ بشیرمحمود (بشیر الدین محمود احمد۔ ناقل) کے فریق نے تقریباً ہر جگہ شکست دے دی ہے۔

(بحوالہ الحق دہلی 22؍مئی 1914ء صفحہ 2 کالم نمبر1)

غیر مبائعین خود اقرار کرتے ہیں کہ ان کی جماعت ترقی نہیں کر رہی چنانچہ الحاج شیخ میاں محمد صاحب کہتے ہیں:

'' یہاں لاہور میں کام شروع کئے ہوئے ہمیں 37سال گزر چکے ہیں اور ہم اس چار دیواری سے باہرنہیں نکلے......بحثیں ہوتی ہیں کہ ہماری ترقی میں کیا روکیں ہیں بعض کہتے کہ جماعت قادیان نے دعویٰ نبوت کو حضرت امام زمان کی طرف منسوب کر کے اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایک بہت بڑی روک پیدا کر دی ہےلیکن اس اعتقادکے باوجود ان کی ترقی تو بدستور ہو رہی ہے ......میرے خیال میں ہماری ترقی کے رکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں......بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے۔''

(تقریر الحاج شیخ میاں محمد صاحب مطبوعہ پیغام صلح6؍فروری 1952ء صفحہ 7 کالم 1)

لاہوری فریق نے انجمن کے نظام کو نظام خلافت پر فوقیت دی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے امیر کی تحریک میں وہ برکت پیدا نہ ہوسکی جو کہ خلیفہ کی تحریک میں ہوتی ہے انہیں خود اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ وہ اپنی تنظیم میں فیل ہو چکے ہیں ایک رپورٹ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے جنرل سیکرٹری تحریر کرتے ہیں:

'' واقعات اور تجربہ نے ہمارے سامنے یہ تلخ حقیقت واضح کر دی ہے کہ اشاعت اسلام کے میدان میں ہماری ساری کامیابی کا راز ہماری جماعتی ترقی اور توسیع سے وابستہ ہے ہم نے عام طورپراپنی مسلمان قوم سے جو توقعات وابستہ رکھی تھیں کہ ہمارے مشنوں اور ترویج علوم فرقانیہ کے کارناموں کو دیکھ کر ہمارے دینی مقاصد میں لوگ از خودشمولیت اور شرکت اختیار کر لیں گے وہ تمام حرف غلط کی طرح ثابت ہوئیں''۔

(احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی 52ویں رپورٹ صفحہ 5)

چنانچہ اسی رپورٹ کے صفحہ 6 پر لکھتے ہیں:
'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے استحکام اور احباب سلسلہ کے باہمی تعلقات کو استور کرنے کیلئے یہ تجویز فرمایا تھا ہماری اولادوں کے رشتے ناطے اپنی جماعت کے اندر ہونے چاہئیں اورانجمن نے حتی الوسع باہمی رشتے ناطوں کیلئے کوشش بھی کی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ عام طور پر لڑکوں کے رشتے باہر کر لئے جاتے ہیں اور جماعت میں لڑکیوں کے رشتے تلاش کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یہ ایک ناخوشگوار حقیقت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے امام وقت کے ارشاد کی تعمیل میں ضروری ہے کہ ہم جماعت میں رشتے ناطے کریں خواہ ہمیں اس میں نقصان یا تکلیف ہی کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔''

غیر مبایعین نے خلافت کا انکار کر کے ناکامی کا منہ دیکھا چند حوالے پیش ہیں کہ غیر مبائعین کے ساتھ کیا سلوک ہوا:

یورپ کے مشہور مستشرق H.R.GIBB پروفیسر آکسفورڈ یونیورسٹی (Professor Oxford University) لکھتے ہیں:
''1914ء میں پہلے خلیفہ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ دو حصوں میں بٹ گئی جماعت کا اصل حصہ یعنی قادیانی شاخ تو بانی سلسلہ کے دعویٰ نبوت اور ان کے بعد اجرائے نبوت پر قائم رہی لیکن الگ ہونے والے لاہوری فریق نے ان دونوں کا انکار کر دیا اور ایک نئے امیر کی قیادت میں انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ لاہوری فریق نے بعد میں اہل سنت واہل جماعت کے ساتھ مل جانے کی کوشش کی، مگر علماء اب بھی انہیں شبہ کی نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں۔''

(ترجمہ از (Muhammadanism) طبع دوم صفحہ 187)

اخبار سیاست لکھتا ہے:
'' لاہوری احمدیوں کا مسلمانوں کو یہ بتانا کہ وہ انہیں مسلمان سمجھتے ہیں سرتاپامنافقت ہے جس سے کہ مسلمانوں کو آگاہ ہوجانا چاہیے۔''

(سیاست 19رفروری 1935ء)

اخبار احسان لکھتا ہے :
''مرزائیوں کے لاہوری جماعت کے فریب کاروں کا گروہ مرزا کو نبی سمجھنے اور کہنے میں قادیانیوں سے کم نہیں ہے اور جب وہ مسلمانوں سے یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم قادیان کے مدعی نبوت کو محض محدث اور مجدد بلکہ محض ایک نیک مولوی سمجھتے ہیں تو ان کا مقصد دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔''

(احسان 25رفروری1935ء)

اخبار زمیندار لکھتا ہے:
''لاہوری مرزائی قادیانیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے خطر ناک ہیں۔''

(زمیندار 17رفروری 1935ء)

مولوی محمد علی صاحب خود اقرار کرتے ہیں کہ انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ ہمارا لٹریچر مقبول ہوا ، مگر وہ پھل کیوں نہ لگا جو لگنا چاہیے ۔صرف اس لئے کہ وہاں کام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔''

(پیغام صلح19مئی 1937ء)

مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر لائٹ (LIGHT) منکرین خلافت کی تحریک کی حالت یوں بیان کرتے ہیں:
'' تحریک ایک لاش بن کر رہ گئی تھی اور چند آدمی اسے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔''

(پیغام صلح 24جنوری1954ء)

قدرت ثانیہ کا دائمی ہونا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''اے تمام لوگوسن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا ۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20صفحہ66)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
'' سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلادے ۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک دیوے ۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں ۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کوجو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا ۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن ۔ جلد نمبر20صفحہ305-306)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''کفار کی شہادتیں قرآن شریف میں موجود ہیں کہ وہ بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ اب یہ دین جلد تباہ ہو جائے گا اور ناپدید ہو جائے گا ایسے وقتوں میں ان کو سنایا گیا کہ **يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ** (سورۃالتوبۃ آیت :32) یعنی یہ لوگ اپنے منہ کی لاف وگزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہو گی یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے **وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا**......(سورہ النور آیت:56) یعنی خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے

پیدا کرے گا اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا ۔ یعنی جس طرح موسیٰؑ کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا اور اس کو معدوم ہونے نہیں دے گا۔''

(جنگ مقدس ۔ روحانی خزائن جلد6 صفحہ 290)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ ......اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا ۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں ۔ اور کوئی دشمن آنکھ ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔''

(الفضل 28/جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل لوگوں کی ، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادہ اور نبی تھے اور آپ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپ علیہ السلام کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ ، جوان، بوڑھا، مرد، اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارہ میں فعلی شہادت گزشتہ 97سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء۔ الفضل انٹرنیشنل 10 تا16 جون 2005ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

''پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں او اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔'' چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ''جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو ۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔'' پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی

نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں ۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی2003صفحہ1)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کیلئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ تو ضمنی باتیں تھیں کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا ۔ اس کے بعد پھر خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ 30 سال تھی تو وہ 30 سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء ۔ الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 جون2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں آپ سب کو پوری قوت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبے کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی انشاء اللہ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں، مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ اسلام کی فتح کا دن اٹل ہے اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کر رہے گا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 2 جون 1970ء صفحہ4)